

یکساں نصاب اور حکومتی مضمون کے خیزی!

پروفیسر ملک محمد حسین[°]

مارچ ۲۰۲۰ء میں وزیر اعظم پاکستان کے ہاتھوں 'یکساں قومی نصاب' کی منظوری کے اب چار ماہ بعد 'نیشنل کریکولم کوئسل، (NCC) سے منظوری کا ڈراما رچانے کے لیے ۲۲ جولائی کو اسلام آباد میں اجلاس منعقد کیا گیا۔ کہا یہ گیا کہ درمیانی عرصے میں نصاب کی نوک پلک سنواری جاتی رہی ہے۔ اس سے پہلے ۱۶ جولائی کو بقول وزارت وفاقی تعلیم ماہرین کا اجلاس بلا یا گیا جس میں میڈیم آف انٹرکشن، یعنی ذریعہ تعلیم کا فیصلہ لینا تھا۔ وفاقی وزارت تعلیم نے اس مقصد کے لیے جو نقشہ کار دیا وہ یہ تھا کہ پری اسکول (قبل اسکول) سے ہی ذریعہ تعلیم انگریزی ہو گا، تاہم اسلامیات کا مضمون اردو میں پڑھایا جائے گا۔ نیز اسلامیات کے سوا باقی تمام مضامین کی درسی کتب بھی انگریزی میں ہوں گی۔

۱۶ مارچ کے اجلاس میں ۷۲ شرکاء نے انگریزی بطور ذریعہ تعلیم کی مخالفت کی صرف یہیں ہاؤس اسکولز کے نمائندے اور جناب جاوید جبار نے انگریزی بطور ذریعہ تعلیم کی حمایت کی۔ غالباً اکثریت کی مخالف رائے آنے کی وجہ سے ذمہ داران نے کوئی فیصلہ کیے بغیر اجلاس یہ کہتے ہوئے ختم کر دیا کہ اس مقصد کے لیے مزید مشاورتی اجلاس بلائے جائیں گے۔ لیکن مزید کوئی اجلاس بلانے کے بجائے ۲۲ جولائی کو 'یکساں قومی نصاب' کی 'قومی نصابی کوئسل، (NCC) کا ذریعہ تعلیم کے فیصلے کے لیے اجلاس بلا یا گیا۔ اس اجلاس میں لوگ ذاتی طور پر اجلاس میں شریک ہوئے اور باقی اراکین آن لائن سہولت کے ساتھ اجلاس میں شامل تھے۔

اس اجلاس کے حوالے سے وفاقی وزارت تعلیم نے یہ چالاکی دکھائی کہ وفاق ہائے مدارس

[°] سابق ڈائریکٹر اسٹاف ڈولپمنٹ پنجاب [جوہر آباد]

ماہنامہ علمی ترجمان القرآن، اگست ۲۰۲۰ء

دینیہ کے نمایندوں کو بہت تاخیر سے اطلاع دی گئی۔ انھیں نہ کوئی ایجنسڈ اسیجگا گیا اور نہ اجلاس کا کوئی ورکنگ پیپر۔ مزید یہ کہ آن لائن زوم کے ذریعے شرکت کے لیے بعض اراکین کو نکل بھی فراہم نہیں کیا گیا۔ لیکن دینی اداروں کے تمام نمایندوں نے لنک کی معلومات حاصل کر کے اجلاس میں شرکت ممکن بنالی۔ ۲۲ جولائی کے اجلاس میں بھی دل چسپ صورت حال رہی۔ مفتی میب الرحمن صاحب نے احتجاج ریکارڈ کرایا کہ انھیں نہ بروقت اطلاع دی گئی، نہ ایجنسڈ افراد کیا گیا اور نہ زیرغور نصاب کا مسودہ دیا گیا۔ اس لیے وہ مقصود شرکت پسند نہیں کرتے، لہذا انھیں نصاب مسودات فراہم کیے جائیں اور جائزے کے لیے ایک ماہ دیا جائے تو وہ نصاب پر غور کے لیے تیار ہیں۔ یہ کہہ کروہ اجلاس سے الگ ہو گئے، جب کہ مولانا حنفی جالندھری صاحب، علامہفضل حیدر صاحب اور ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب نے بھرپور استدلال سے شرکت کی اور شکوہ بیان کیا۔

باقی شرکا میں سے سندھ، بلوچستان، آزاد کشمیر کے وزراء تعلیم یا سیکرٹری تعلیم نے کہا کہ اٹھارھویں آئینی ترمیم کے بعد نصاب سازی صوبوں کا اختیار ہے۔ تاہم، وفاق کے اپنے کام کو وہ زیرغور لاسکتے ہیں، لیکن اس کا فیصلہ صوبے کی کابینہ نے کرنا ہے۔ نیز صوبے اپنا نصاب اور درسی کتب تیار کر رہے ہیں۔ آزاد کشمیر کے وزیر تعلیم نے کہا کہ وفاق مہربانی کر کے اپنے نصاب میں کشمیر کا بھی کہیں ذکر کر دے تو اس کی مہربانی ہوگی۔ خیبر پختونخوا کے وزیر تعلیم نے کہا کہ ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ نصاب کی منظوری کا یہ آخری اجلاس ہے لیکن شرکاے اجلاس کی تقدیمی آرائشے کے بعد معلوم ہو رہا ہے کہ یکسان قومی نصاب کے سلسلے میں یہ تو ابھی پہلا اجلاس ہے۔

شرکاے اجلاس میں سے اکثریت اگرچہ سیکولر، برل خیالات کی حامی اور وفاقی وزیر تعلیم کی پسندیدہ شخصیات تھیں لیکن ان کے تصریے بھی کام کے حق میں نظر نہیں آ رہے تھے۔ وفاقی وزیر تعلیم جناب شفقت محمود کا کہنا یقیناً ہم نیشنل کریکولم کو نسل کے اراکین کی رائے اور تصوروں کی روشنی میں نصاب کی ٹیوننگ اور پاشنگ کریں گے۔ نتیجہ یہ کہ پھر ۱۶ جولائی والے اجلاس کی طرح صورت پیدا ہوئی اور کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا اور وزیر تعلیم نے اجلاس یہ کہ کر ختم کر دیا کہ مشاورت جاری رہے گی۔

یکسان نصاب: انتشارِ فکر سے دو چار

مذکورہ بالا دو اجلاسوں کی مختصر رُوادِ دینے کا مقصد یہ ہے کہ وزارتِ وفاقی تعلیم جو

ایک قوم، ایک نصاب، کا ڈھول پیٹ رہی تھی اس کے غبارے سے ہوا لکھتی نظر آ رہی ہے اور قومی سطح پر یہ جو مشتبہ تاثر ابھر رہا تھا کہ کیساں قومی نصاب کا دیرینہ قومی خواب تعمیر کے قریب ہے، اب یہ خواب بکھرتا نظر آ رہا ہے جس کی وجہ درج ذیل ہیں:

۱- وزارت وفاقی تعلیم کے ارباب بست و کشاد کا واضح جھکاڑ سیکولر لبرل لائی کی طرف ہے، جب کہ قوم کا مجموعی مزاج اسلامی نظریہ حیات سے سرشار ہے۔ نیشنل کریکولم کو نسل میں وزیر تعلیم نے اپنی پسند کے لبرل سیکولر لوگ پورے دھرے کے ساتھ شامل کیے ہیں۔ اگر نیشنل کریکولم کو نسل کے ارکان کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے بر بناء عہدہ نما بندوں کے علاوہ ۱۱ مرد حضرات اور ۱۰ انخوا تین اراکین ہیں۔ سب نام زد افراد کی وابستگی لبرل سیکولر سوچ سے ہے۔ دینی مدارس کے پانچ و فاقوں کے نمائیدے البته علماء کرام ہیں جو کہ ایک مجبوری تھی لیکن ان نمائیدوں کو اسلامیات کے نصاب کے علاوہ کہیں کردار ادا کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔
۲- سنگل نیشنل کریکولم کے عنوان سے جو نصاب تیار کیا گیا ہے وہ ارکان نیشنل کریکولم کو نسل تک کو مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

۳- نصاب کے جائزے کے لیے ضروری ہے کہ ان ضروریات کی فہرست دی جائے جو عصر حاضر میں نرسی سے بارھویں جماعت تک ہمارے طلبہ کی نصابی ضروریات کے طور پر وفاقی وزارت تعلیم نے ترتیب دی ہیں تاکہ ان ضروریات کی روشنی میں نصاب تعلیم کی مناسبت کا جائزہ لیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وزارت نے ضروریات پر مبنی ایسی کوئی فہرست نہیں بنائی۔

۴- نرسی سے بارھویں تک پورے نصاب میں سے ایک طالب علم نے گزرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے جو نصاب میں نظر آنا چاہیے۔ گریدوں یا جماعتوں کی تقسیم ہم اپنی انتظامی سہولت کے لیے کرتے ہیں۔ اس وقت صرف نرسی سے پانچویں جماعت تک کا نصاب دیا جا رہا ہے۔ اس سے ہمیں کیسے معلوم ہو کہ اس کامل جماعتوں اور ثانوی جماعتوں کے نصاب کے ساتھ عوادی ربط موجود ہے اور کسی قسم کا خلا نہیں ہے۔

۵- پانچ سال سے ۱۶ سال کی عمر کی تعلیم قانون کے مطابق ہمارے ملک میں لازمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تعلیم کے اس دورانیے میں طالب علم کو بالغ زندگی کا میابی سے گزارنے

کے لیے تمام معلومات، تمام مہارتوں اور ضروری اخلاق و کردار اور رویے، رسمی اور غیررسمی تعلیم کے ذریعے جائیں۔ خصوصاً آئین کے آرٹیکل ۳۱ کی روشنی میں ۱۶ سال کی عمر تک تعلیم حاصل کر کے ہمارے طلبہ و طالبات اس قابل ہو جائیں کہ وہ قرآن و سنت کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ محض پری اسکول سے پانچھیں جماعت تک کا نصاب دیکھ کر تو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ مذکورہ نصاب لازمی تعلیم کے دورانیہ کے تقاضے پورے کرتا ہے یا نہیں۔

۶۔ سکول سطح کا نصاب ایک تسلسل کا تقاضا کرتا ہے جس میں ربط، توازن، تسلسل، وسعت اور گہرائی کا بدرجہ اتم خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے پری دنیا کی یہ روایت ہے کہ نصاب جب بھی تیار ہوگا وہ پری سکول سے ثانوی / اعلیٰ ثانوی درجے تک ایک ہی وقت میں تیار ہوگا۔ البتہ اس کے نفاذ کے لیے درجہ و ارتیبہ لگائی جاتی ہے۔ ٹکڑوں میں جب نصاب تیار ہوگا اس میں اُنقی اور عمودی ربط اور توازن کی کمزوری لازماً رہے گی۔ وفاقی وزارت تعلیم اجزا میں نصاب سازی کر کے تعلیمی دنیا کے بنیادی اصول کی خلاف ورزی کا ارتکاب کر رہی ہے۔

۷۔ ماہرین کی طرف سے یہ اعتراض شدومہ سے اٹھایا جا رہا ہے کہ مذکورہ نصاب جو نظریہ پاکستان، اسلامی نظریہ حیات اور ستور پاکستان کی تعلیم سے متعلق آرٹیکلز کی روشنی میں تیار ہونا تھا، وہ سکولر، لبرل اقدار کی روشنی میں تشكیل دیا گیا ہے۔ نصاب کی بنیادی اسلامی اقدار، یعنی توحید، رسالت، عبادت اور آخرت، اور معاملات و اخلاقیات کی ذیلی اقدار ہونا چاہیے تھیں، لیکن ان کی بنیاد سکول اساسی اقدار پر رکھی گئی ہے جو ناقابل قول ہے۔

۸۔ رہ گئی بات میڈیم آف انٹرکشن (ذریعہ تعلیم) کی تو ۱۶ جولائی کو جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں ایک دو کو جھوڑ کر سب نے انگریزی کی مخالفت کی اور سفارش کی کہ پری اسکول سے آخر تک اسکول کی تعلیم اردو یا علاقائی زبان میں ہونی چاہیے۔ تقریباً متفقہ مخالفت آنے پر وزارت تعلیم کے ذمداداران نے کوئی فیصلہ کیے بغیر میٹنگ ختم کر دی۔ ماہرین کی آراء کی روشنی میں اور قومی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے پری اسکول سے ثانوی سطح تک تمام مضامین اردو یا علاقائی زبان میں پڑھانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

۹۔ تعلیم اب صوبائی معاملہ ہے۔ وزارت وفاقی تعلیم کس اختیار اور قانون کے تحت سنگل نیشنل کر کیوں اور سنگل ٹکیٹ بکس تمام صوبوں میں نافذ کرے گی، جب کہ صوبوں کے اپنے

کر کیکوم ایڈٹ ٹیکسٹ بک بورڈ اور صوبائی اسمبلیوں سے پاس کردہ اپنے قانون موجود ہیں، نیز پرائیویٹ سیکٹر کے اشرافیہ کے اسکولز جو یونی امتحانی بورڈ سے منسلک ہیں، کیڈٹ کالج، آری پبلک سکولز، جو مقندر طبقوں کے ادارے ہیں وہ کب اور کس طرح سنگل نیشنل کرکیکوم کو قبول کریں گے؟ مذکورہ تمام اداروں میں نافذ کرائے بغیر اسے یکساں قومی نصاب کا درجہ کیسے حاصل ہوگا؟

۱۰- وزارتِ وفاقی تعلیم اور نیشنل کرکیکوم کو نسل کے ذمہ دار افسروں نے وزیرِ اعظم کے سامنے کارکردگی دکھانے کی خاطر عجلت میں یہ کیا ہے۔ امرِ واقعہ ہے کہ یہ سب کچھ ۲۰۰۶ء میں جزو پرویز مشرف کے نصاب میں معمولی کمی میشی کا تسلسل ہے، جسے اسلامی حلقوں نے مسترد کر دیا۔

۱۱- یہ غلط دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اس نصاب کو پاکستان بھر کے ۷۰ ماہرین نے تیار کیا ہے حالانکہ یہ ۲۰۰۶ء کے نصاب میں محض کچھ تبدیلیاں ہیں۔

۱۲- نیشنل کرکیکوم کو نسل کے ذمہ داران نے تعلیمی عمل کے حقیقی استیک ہولڈرز کو نظر انداز کر کے اپنے پسندیدہ نام نہاد ماہرین کو آگے رکھ کر شفاقتی کی نفی کی ہے، اور پھر اس طرح رازداری سے کام لیا ہے جس سے شکوک و شہادت نے جنم لیا ہے۔ ان میں سے کسی کو اس دستاویز کا علم نہیں جن کے پھوپھوں کا تعلیمی مستقبل اس سے وابستہ ہے یا جنہوں نے نصاب کے اس مسودے کو نافذ کرنا ہے، یعنی اس امنڈمہ اور حکمہ ہائے تعلیم کے انتظامی ذمہ داران۔

۱۳- وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود نے اپنے ٹویٹ میں یہ کہہ کر ”سنگل نیشنل کرکیکوم صرف کوئر کرکیکوم (core curriculum) ہے۔ اگر اسکول اور اسکولز سسٹم اس نصاب میں اضافہ کرنا چاہیں گے تو ان کو اجازت ہوگی“، یکساں قومی نصاب کے غبارے سے خود ہی ہوانکال دی ہے۔ یہ وہ بدترین پسپائی ہے جو اشرافیہ کے تعلیمی اداروں کے انکار اور دباؤ کی وجہ سے کی گئی ہے۔

۱۴- پنجاب کے وزیر تعلیم ڈاکٹر مراد راس نے وضاحت کی ہے کہ یکساں قومی نصاب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام اسکول صرف وفاق کا قومی نصاب ہی پڑھائیں گے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ وفاق نے ایک نصابی فرمیم درک دیا ہے جس کے اندر رہ کر پڑھانا ہوگا، باقی ادارے اگر اس میں اضافہ کرنا چاہیں تو اس کی ان کو آزادی ہوگی۔ نیز ایک ہی درسی کتاب بھی مطلوب نہیں ہے۔ ان وضاحتوں نے یکساں قومی نصاب کا تصور ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اصل ہدف یہ نظر آتا ہے کہ

دینی مدارس میں مقندر قتوں کے دباؤ کے تحت سیکولر نصاب رائج کیا جائے اور ان کا موجودہ دینی تنخوا آہستہ آہستہ ختم کر دیا جائے۔ سرکاری ادارے تو شاید ہی مذکورہ نصاب نافذ کریں گے۔

۱۵- اگر حکومت کیساں قومی نصاب کے مسئلے پر سمجھیدے ہے تو اسے بیرونی امتحان پر پابندی اور بیرونی بورڈز کے تعلیمی سریٹیکیٹس کی ناظموں کی قانون سازی کرنی چاہیے جو ظاہر ہے ممکن نہیں ہو گی کیونکہ ان اداروں اور ان بیرونی امتحانات سے مسلک سیاست دانوں، بیوروکریٹس، بجہوں، جرنیلوں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے نونہالوں کا روشن مستقبل وابستہ ہے۔ اس طرح کیساں قومی نصاب صرف غریبوں پر ہی نافذ ہو گا۔

۱۶- یہ بات سمجھ لین چاہیے کہ سنگل نیشنل کریکولم کا یہ سارا ڈھونگ حکومت کے سیکولر تعلیمی ایجنسی کا حصہ ہے اور ہدف محض دینی ادارے ہیں۔ اس کے پیچے امریکی کمیشن برائے مذہبی آزادی اور دیگر مغربی قوتیں ہیں۔ ملک کی اندر وہی سیکولر لائی ایک طرف تو نیشنل کریکولم کو نسل میں غالب حیثیت بلکہ فیصلہ کن حیثیت میں موجود ہے اور دوسری طرف سیکولر، لبرل اور کرپچین این جی اوز کے پلیٹ فارم سے بعض معروف خواتین و حضرات متصرک ہیں۔ ان این جی اوز کی ۳۲۰۲۰ء کا Webinar اور ان دونوں اجلاسوں کی کارروائی سنگل نیشنل کریکولم کے لبرل سیکولر ایجنسی کی حمایت میں نظر آتی ہے۔ اسی سیکی نار میں شرکا کے مطابق پر جناب شفقت محمود نے وعدہ کیا تھا کہ ”وہ سارا مواد نصاب سے خارج کر دیا جائے گا جس پر اقلیتوں کو اعتراض ہے۔“

اسلامی نظریاتی کو نسل کے چیئر مین قبلہ ایاز صاحب نے اپنے ریمارس میں کہا کہ ہم جہاد، محمود غزنوی اور صلاح الدین ایوبی کے ذکر کو نصاب سے خارج کر دیں گے۔ اجلاسی کے سیکی نار میں اسکوں، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ترجمہ کے ساتھ قرآن کی تدریس کو ہدفِ تنقید بنایا گیا۔

اس عجیب و غریب صورت حال میں اصل نقصان قومی نظام تعلیم کا ہورہا ہے جس کے لیے پارلیمنٹیسیریں، دانش وردوں، عالموں اور استادوں کو اپنا فرضی منصبی ادا کرتے ہوئے ایک جانب سیکولر یا لغوار کی مراجحت کرنی چاہیے اور دوسری جانب مثبت طور پر اقدامات تجویز اور نافذ کرانے چاہیے۔